Part-II

Paper- VI

ہندوستانی لسانیات

سوال نمبر ۱ زبان کسے کہتے ہیں؟ یہ کیوں کر پیدا ہوتی ہے؟ یا کسی زبان کا آغاز اور اس کی تشکیل کیسے ہوتی ہے؟

جواب: زبان خیالات کا ذریعہ اظہار ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ لفظوں اور فقروں کے ذریعہ سے انسانوں کے ذہنی مفہوم و دلائل اور ان کے تمام خیالات کی ترجمانی کرے۔ اس ترجمانی میں وہ تمام حرکات جسمانی بھی شامل ہوتے ہیں جو کسی مفہوم کو سمجھانے کے لیے خاص خاص زبان بولنے والوں کے درمیان مشترک ہوتے ہیں۔

ماہرین لسانیات کے نزدیک زبان صرف وہ عمل نہیں ہوتا ہے جو خیالات کی ترسیل کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ تمام جسمانی حرکات بھی زبان کہلاتے ہیں جو خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ہم گونگے کو دیکھتے ہیں کہ وہ اشاروں کو سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی غیر ملکی سے جب ہمارا سابقہ پڑتا ہے اور ہم اس کی زبان نہیں سمجھتے ہیں تو اشاروں سے ہم کچھ سمجھانا چاہتے ہیں۔ جیسے کرسی پر بیٹھنے کے لیے ہاتھ سے کرسی کی طرف اشارہ کر دینا کافی ہوتا ہے۔ اسی طرح بھوک، پیاس اور نیند کی کیفیت کو بھی اشاروں سے سمجھایا جاتا ہے۔ جسمانی اشارے ہماری خاموش زبان ہیں۔

دوسرا ذریعہ جس سے ایک انسان دوسرے پر اپنے خیالات کو ظاہر کرتا ہے۔ نقش کاری اور مخلوط اشارے ہیں جو مختلف موقعوں پر مستعمل ہوتے ہیں اور خاص کر گونگوں اور سیاحوں کو مدد دیتے ہیں لیکن محض ان کی مدد جملہ انسانی کاروبار کے لیے کافی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خیالات کی ترجمانی کرنے کے لیے نطق یا قوت گویائی ہی ایک سہل ترین اور سب سے زیادہ واضح ذریعہ سمجھی جاتی ہے اور اس بنا پر یہ مقولہ عام طور پر رائج ہو گیا ہے کہ قوت گویائی ہی انسان اور حیوان کے درمیان باعث امتیاز ہے۔

ہم زبان کی تعریف واضح طور پر اس طرح کر سکتے ہیں کہ "زبان انسانی خیالات اور احساسات کی پیدا کردہ ان تمام عقلی اور جسمانی حرکتوں اور اشاروں کا نام ہے جس میں زیادہ قوت گویائی شامل ہے اور جن کو دوسرا انسان سمجھ سکتا ہے اور جس وقت چاہے اپنے ارادہ سے دہرا سکتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسانی خیالات و احساسات کے لیے زبان کیوں کر پیدا ہوتی ہے؟ زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ صرف انسان ہی کو حاصل ہے جاہل اور وحشی انسان بھی گفتگو کرتے ہیں۔ حیوانوں کو گفتگو کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔ خالق کائنات نے انواع و اقسام کی مخلوق پیدا کی ہے۔ لیکن اظہار خیال کی صلاحیت اور تفہیم کرانے کا شعور صرف انسان کو ہی حاصل ہے۔ خدائے تعالیٰ کے عطا کردہ اسی صلاحیت سے اظہار کے لیے جو لفظ یا اشارے ہم اختیار کرتے ہیں وہی زبان کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ مختلف قبائل اپنی جداگانہ صلاحیت کا استعمال کر کے جو لفظ یا اشارے کے طور پر لیتے ہیں وہی رائج ہو کر زبان کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ یہ خداداد صلاحیت خداداد ہے۔ زبان کی تشکیل اور ارتقاء کا تعلق انسانی خیالات اور اس کی اعلیٰ قدروں پر منحصر ہے۔ انسانی فکر کی ترجمانی کا ذریعہ زبان ہی ہوتی ہے۔ سوچنا دراصل اپنے ذہن سے گفتگو کرنا ہے اور زبان اس اندرونی گفتگو کی ترجمانی کرتی ہے۔ اس کو شکل تک پہنچاتی ہے۔ خاص خاص ذہنی اشاروں کے ذریعہ متعین کرتی ہے اور ساتھ ہی اس کو آسان بھی بناتی ہے۔

کسی انسان کے منھ سے نکلے ہوئے الفاظ اس کے خیالات کو جوں کے توں نہیں ظاہر کر دیتے ہیں بلکہ انہیں ایک شکل کے توسط سے نامکمل اور عمومی حالت میں پیش کرتے ہیں۔ کسی لفظ یا فقرہ کو سمجھ لینے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ لفظ یا فقرہ جس چیز کی ترجمانی کرتا ہے اس کی ایک ہو بہو شکل نظروں کے سامنے آگئی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سمجھنے والا ان تمام گوناگوں رجحانات سے واقف ہو گیا یا ان کی نسبت اس میں ایک طرح کی بیداری کا احساس پیدا ہو گیا۔ ان چیزوں کو دیکھنا اس بات کی یاد دہانی ہوتی ہے کہ ان چیزوں کے لیے کیسے لفظ یا فقرہ وضع کیے گئے ہیں۔

ہندوستانی لسانیات

الغرض انسانی تصورات اس کے افکار و خیالات کی ترجمانی اور ترسیل جن ذرائع سے ممکن ہے اس میں سب سے مفید اور کارآمد ذریعہ زبان اور الفاظ ہیں۔ جہاں زبان اور الفاظ کے ذریعہ ترجمانی ممکن نہیں ہوتی ہے تو اشارے، نقش، تحریر وغیرہ سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ تمام چیزیں زبان کا درجہ رکھتی ہیں۔ فہم کے اختلافات، جو امتیازی عوامل بھی ہوتے ہیں۔

x x x

سوال نمبر ۲ کسی زبان کی ارادی تشکیل میں عوام و خواص کے اثرات پر ایک مضمون تحریر کیجئے۔ یا

زبانوں کی ارادی تشکیل ہو یا کسی ذریعہ عوام کا ہے اور دوسرا عالموں اور انشا پردازوں کا ہوتا ہے۔ اس قول کی وضاحت فرمائیے۔ یا

زبانوں کی ارادی تشکیل میں ملک کی سیاسی، معاشی اور ثقافتی اثرات کو دخل ہوتا ہے واضح کریں۔

جواب: کسی زبان کی ارادی تشکیل میں عام طور پر عوام اور خواص دونوں کی شرکت ہوتی ہے۔ اگرچہ عوام کی شرکت ان کی مرضی اور ارادے سے نہیں ہوتی ہے بلکہ ملک کی سیاسی، اقتصادی اور حالات کے تغیرات کے نتیجے میں عام طور پر عوام کی زندگی متاثر ہوتی ہے اور ان کی زبان بھی تبدیل ہو جاتی ہے جیسے عرب کے حدود سے ہوکی اصلی زبان کو اس قدر مسخ کر دیا کہ آج تمام ہو کی زبان عربی ہے۔ عوام کی زبان میں تبدیلی واقع ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

۱۔ سیاسی اثرات۔ جب کسی ملک میں کوئی زبان، ملک کی سرکاری زبان ہونے کا درجہ حاصل کر لیتی ہے تو آہستہ آہستہ سرکاری اثرات کی بنا پر عوام اپنی مادری زبان کے مقابلہ میں سرکاری زبان کو اختیار کر لیتے ہیں۔ اس طرح علمی اور دفتری زبان ہونے کے سبب عوام کی زبان بدل جاتی ہے۔

یہی صورت حال اس وقت ہندوستان میں اردو اور دوسری علاقائی زبانوں کا ہے۔ ہندی جب سے سرکاری زبان قرار دیا گیا ہے۔ ملک کے بڑے حصے میں اس کا اثر و نفوذ بڑھ گیا ہے۔ آج اردو عوام کو متعدد سیاسی وجوہات کی بنا پر ہندی کو اپنانا پڑ رہا ہے۔ یوپی، حیدرآباد اور دیگر اردو بولنے والے علاقے سے اردو کا چلن کم ہو رہا ہے۔ یہی صورت حال دوسری علاقائی زبانوں کے ساتھ بھی ہے۔

۲۔ معاشی اثرات۔ عوام کی زبان میں ارادی تشکیل کا دوسرا عامل معاشرتی اور اقتصادی حالات بھی ہیں۔ عموماً زراعتی اور تجارتی ساز و سامان کے نام تیار کرنے والے ملک اپنی قومی زبان میں رکھتے ہیں۔ جب یہ ساز و سامان برآمد ہو کر دوسرے ممالک میں لائے جاتے ہیں تو درآمد کرنے والے ممالک بھی انہی نام سے ان چیزوں کو جانتے ہیں جو نام تیار کرنے والے ممالک نے رکھا ہے۔ اس طرح ہندوستان میں تمباکو، بنیز، لالٹین، بوٹ، ٹیلیفون، ریل، موٹر، سائیکل وغیرہ ملکی ہیں۔ اس طرح ترکوں و سطی میں عربی لفظ منیر (ایک قسم کا کپڑا) ہے فرانس میں "موہیارو" یا موہیر کی شکل میں موجود ہے۔ اور جب یہی لفظ اسپین کے راستے سے انگلستان پہنچا تو وہاں اس کا تلفظ "موہیر" ہو گیا۔ بعض ملکوں میں اس کا تلفظ "مکر" یا "ہیر" بھی ہے۔

۳۔ ثقافتی اثرات: عام طور پر اعلیٰ درجہ کی تہذیب و تمدن رکھنے والی اقوام کی زبان بھی دوسری قوم میں قبول کی جاتی ہے جیسے لاطینی زبان سے لفظ "کیسر" عربی اور ایرانی اور ہندوستانی میں "قیصر" کی شکل میں رائج ہے۔ جب کہ یہی لفظ جرمنی میں "کائزر" یونانی میں "زار" (Zar) اور روس میں "تزار" (Tsar) کی شکل میں رائج ہے۔

اسی طرح اکثر زبانوں میں "بحریہ" کے لئے لفظ میرین (Marine) دراصل سامی زبان کی ایک شاخ فینقی سے ماخوذ ہے۔ فن جہاز رانی میں یونانی ان کے شاگرد تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے استاد کی زبان کو رائج کیا اور تمام یورپ میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔